



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

چودھویں صدی کے سیاسی لیڈر کی نظر میں

نہی الانبیاء

از قلم

امام المناظرین

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا نقشبندی

ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ، لاہور پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَلِكِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَلِكِ

نبی الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چودھویں صدی کے
ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں

www.Ishaat-ul-Uloom.net

از قلم

امام المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ تاج صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



ناشر

ادارہ اشاعت العیالوم، افغان سٹریٹ، وسن پورہ

لاہور ○ پاکستان

نام کتاب _____ نبی الانبیاء چودھویں صدی کے ایک سیاسی لیڈر کی نظر میں۔

مصنف _____ امام الناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ تبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اشاعت پنجم _____ نومبر ۱۹۸۸ء

تصحیح کنندہ _____ محمد جاوید اکبر قادری زید مجاہد

تعداد _____ اشاعت اول تا چہارم، سات ہزار (۷۰۰۰)

پنجم، پانچ ہزار (۵۰۰۰)۔

ہدایہ:۔ ایصالِ ثواب بحق قبلہ صوفی محمد اللہ تبار صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

دعائے خیر بوقتے معاوینے ادارہ۔

نوٹ: بیرونِ جات کے حضرات مبلغ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل جگہوں سے مفت حاصل کریں۔
ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ دسن پورہ لاہور

ناشر:۔ ادارہ اشاعت العلوم افغان سٹریٹ دسن پورہ لاہور۔ ۳۹

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲	مودودی صاحب کا بیان	۱
۶	مودودی صاحب کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں مفہوم ہیں۔	۲
۷	کیا نبوت ایک کبھی مقام ہے؟	۳
۷	لوازمات نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں۔	۴
۸	کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت سے بے خبر تھے؟	۵
۹	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبوت کا قبل از ولادت اعلان۔	۶
۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالم شیرخوارگی میں اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہیں۔	۷
۱۰	سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے۔	۸
۱۱	کیا امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل اپنے منصب سے بے خبر تھے	۹
۱۱	عجبرہ شجر کے سلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔	۱۰
۱۳	سیاسی لیڈر مودودی صاحب کا ترجمہ از روئے گرامر غلط ہے۔	۱۱
۱۴	مودودی صاحب کا ایک شبہ اور اس کا جواب۔	۱۲
۱۵	مودودی صاحب کی ایک تازہ گہر فاشی۔	۱۳

مودودی صاحب کا بیان

پیراگراف ۱ :- ہمارے بچوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا اور اسے انسانیت کا امام مقرر کیا یہ ذمہ داری آپ کو عیاں ہو چکی ہوگی اور آپ اس کے کسی درجہ میں خواہشمند نہ تھے۔ یہ انتخاب خداوندی تھا کہ آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اور ایک عالمگیر دعوت کی ذمہ داریاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سونپ دی گئیں۔ آپ کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کسی نہ گزری تھی۔

بس یہ ایک راہ چلتے انہیں پہنچ بلایا گیا۔ اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام ان سے کیا گیا۔ جس کا کوئی نقش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سابق زندگی میں نظر نہیں آتا۔ مکہ کے لوگ خود جانتے تھے کہ غار حراء سے جس روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت کا پیغام لے کر اترے اس سے ایک دن پہلے تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کیا تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشاغل کیا تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات چیت کیا تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات چیت کے موضوعات کیا تھے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلچسپیاں اور سرگرمیاں کس نوعیت کی تھیں۔

یہ پوری زندگی صداقت، دیانت، امانت اور پاکبازی سے لبریز ضرور تھی۔ اس میں انتہائی شرافت، امن پسندی، پاس عہد، ادائے حقوق اور خدمتِ خلق کا رنگ بھی غیر معمولی شان کے ساتھ نمایاں تھا۔ مگر اس میں کوئی چیز ایسی موجود نہ تھی جس کی بنا پر کسی کے دہم و گمان میں بھی یہ خیال گزر سکتا ہو کہ یہ نیک بندہ کل نبوت کا دعویٰ لے کر اُٹھنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ترین ربط و ضبط رکھنے والوں میں آپ کے رشتہ داروں اور مسایلوں اور دوستوں میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے نبی بننے کی تیاری کر رہے تھے۔ کسی نے ان مضامین اور مسائل اور موضوعات کے متعلق کبھی ایک حرف تک آپ کی زبان سے نہ سنا تھا جو غارِ اٹلی اُس انقلابی ساعت کے بعد عیاں کیا آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہونے شروع ہو گئے کسی نے آپ کو وہ مخصوص زبان اور وہ الفاظ اور اصطلاحات استعمال کرتے نہ سنا تھا۔ ہوا چنانک قرآن پاک کی صورت میں لوگ آپ سے سننے لگے کبھی آپ دعا کہتے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ کبھی کوئی دعوت اور تحریک لیکر نہ اُٹھتے تھے۔ بلکہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرگرمی سے یہ گمان تک نہ ہو سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجتماعی مسائل کے حل یا مذہبی اصلاح یا اخلاقی اصلاح کے لیے کوئی کام کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس انقلابی ساعت جسے ایک دن پہلے تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ایک ایسے تاجر کی زندگی نظر آتی تھی جو سیدھے سادے جائز طریقوں سے اپنی روزی کما رہا ہے۔ اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ مہمانوں کی تواضع، عزیزیوں کی مدد اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہے اور کبھی کبھی عبادت کرنے کے لیے خلوت میں جایا بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کا ایک عالم گیر زلزلہ ڈال دینے والی خطابت کے ساتھ اٹھنا، ایک انقلاب انگیز دعوت شروع کر دینا، ایک زوال لٹریچر پیدا کر دینا، ایک مستقل فلسفہ حیات اور نظام فکر و اخلاق و تمدن لے کر سامنے آجانا، اتنا بڑا تغیر جو انسانی نفسیات کے لحاظ سے کسی بناوٹ اور تیاری اور ارادی کوشش کے نتیجے میں قطعاً رونما نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ ایسی ہر کوشش اور تیاری بہر حال مدرجی ارتقاء کے مراحل سے گزرتی ہے اور یہ مراحل ان لوگوں سے کبھی مخفی نہیں رہ سکتے جن کے درمیان آدمی شب و روز زندگی گزارتا ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ان مراحل سے گزری ہوتی تو مکہ میں سینکڑوں زبانیں یہ کہنے والی ہوتیں کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ شخص ایک بڑا دعویٰ لے کر اُٹھنے والا ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہر طرح کے اعتراضات کیے۔ مگر یہ اعتراض کرنے والا ان میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا۔

پیرا گراف ۷۔ پھر یہ بات کہ آپ خود بھی نبوت کے خواہشمند یا اس کے لیے متوقع اور منتظر نہ تھے۔ بلکہ پوری بے خبری کی حالت میں اچانک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس معاملہ سے سابقہ پڑا۔ اُس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے جو احادیث میں آغاز وحی کی کیفیت کے متعلق منقول ہوا ہے۔ جبریل علیہ السلام سے پہلی ملاقات اور سورۃ علق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار حرا سے کا پتے اور لرزتے ہوئے گھر پہنچتے ہیں۔

گھر والوں سے یہ کہتے ہیں کہ ”مجھے اڑھاؤ“ کچھ دیر کے بعد جب خوفِ زندگی کی کیفیت دور ہوتی ہے۔ تو اپنی رفیقِ زندگی کو سارا ماجرا سنا کر کہتے ہیں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ وہ فوراً جواب دیتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ ہرگز رنج میں نہ ڈالے گا۔ آپ تو قربتِ داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔ بے بس کو سہارا دیتے ہیں۔ بے زر کی دستگیری کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ ہر کارِ خیر میں مدد کے لیے تیار رہتے ہیں۔ پھر وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر درقہ بن نوفل کے پاس جاتی ہیں جو ان کے چچا زاد بھائی اور اہل کتاب میں سے ایک ذی علم اور راست باز آدمی تھے۔ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سارا ماجرا سننے کے بعد بلا تامل کہتے ہیں کہ یہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ وحی ناموس (کارِ خاص پر مامور فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ کاش میں جو ان ہوتا اور اُس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دے گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں۔ کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور لوگ اس کے دشمن نہ ہو گئے ہوں۔

www.Ishaat-ul-Islam.com

پیرا گراف ۴ :- یہ پورا واقعہ اس حالت کی تصویر پیش کر دیتا ہے، جو بالکل فطری طور پر یکایک خلاف توقع ایک انتہائی غیر معمولی تجربہ پیش آ جانے سے کسی سیدھے سادے انسان پر طاری ہو سکتی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے نبی بننے کی فکر میں ہوتے اور اپنے متعلق یہ سوچ رہے ہوتے کہ مجھ جیسے آدمی کو نبی ہونا چاہیئے۔ اور اس انتظار میں مراقبے کر کر کے اپنے ذہن پر زور ڈال رہے ہوتے کہ کب کوئی فرشتہ آتا ہے اور میرے پاس پیغام لاتا ہے۔ تو غارِ حرا والا معاملہ پیش آتے ہی آپ خوشی سے اچھل پڑتے اور بڑے دم دعوے کے ساتھ پہاڑ سے اتر کر سیدہ اپنی قوم کے پاس پہنچتے اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیتے، لیکن اس کے برعکس یہاں حالت یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس پر ششدر رہ جاتے ہیں۔ کانپتے لرزتے گھر پہنچتے ہیں۔ خلافِ ادرہ کر لیٹ جاتے ہیں۔ ذرا دل بھڑکتا ہے تو چپکے سے بیوی کو بتاتے ہیں کہ آج غار کی تنہائی میں مجھ پر یہ حادثہ گزرا ہے۔ مجھے اپنی جان کی خیر نظر نہیں آتی۔ یہ کیفیت نبوت کے امیدوار کی کیفیت سے کس قدر مختلف ہے۔

پیراگراف ۷۔ پھر بیوی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے۔ اگر ان کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوتی کہ میاں فوتی کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا۔ وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو۔ وہ پندرہ برس کی رفاقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا جو رنگ دیکھ چکی تھیں، اس کی بنا پر انہیں یہ بات سمجھنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگی کہ ایسے نیک اور بے لوث انسان کے پاس شیطان نہیں آسکتا۔ نہ اللہ اس کو بُری آزمائش میں ڈال سکتا ہے۔ اس نے جو دیکھا وہ سراسر حقیقت ہے۔ اور یہی معاملہ ورق بن نوفل کا بھی ہے۔ وہ کوئی باہر کے آدمی نہ تھے بلکہ حضور علیہ السلام کی اپنی برادری کے آدمی تھے، اور قریب کے رشتے سے برادر نسبتی تھے، پھر اکیسویں علم عیسائی بھنے کی حیثیت سے نبوت اور کتاب اور وحی کو بناوٹ اور تصنع سے فہم کر سکتے تھے۔ عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری زندگی بچپن سے اُس وقت تک ان کے سامنے تھی، انہوں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے حراء کی سرگزشت سنی تو فوراً کہہ دیا کہ یہ آنے والا وہی فرشتہ ہے، جو موسیٰ علیہ السلام پر وحی لاتا تھا۔ کیونکہ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آئی تھی کہ ایک انتہائی پاکیزہ سیرت کا سیدھا سادہ انسان بالکل خالی الذہن ہے۔ نبوت کی فکر میں رہتا تو درکنار اس کے حصول کا تصور بھی اس کے حاشیہ خیال میں کبھی نہیں آیا ہے اور اچانک وہ پورے ہوش و حواس کی حالت میں اعلانیہ اس تجربے سے دوچار ہوتا ہے۔ اس چیز نے دو اور دو چار کی طرح بلا ادنیٰ متامل اس نتیجے تک پہنچا دیا کہ یہاں کوئی فریب نفس یا کوئی شیطانی کرشمہ نہیں ہے۔ بلکہ اس سچے انسان نے اپنے کسی ارادے اور خواہش کے بغیر جو کچھ دیکھا وہ اس اصل حقیقت ہی کا مشاہدہ ہے۔

یہ سارا مضمون مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶ سے ص ۶۹ میں موجود

ہے وہاں سے ہی قدرے ترمیم کے بعد لیا گیا ہے۔ تفسیر میں بعض ایسی باتیں ہیں جنکو مودودی صاحب اخباری مضمون میں چھوڑ گئے ہیں کیونکہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ تفسیر تو میرے پرست گار ہی پڑھتے ہیں لیکن اخبار ایک عوامی چیز ہے۔ لہذا تفسیر کا مضمون نسبتاً اخبار کے زیادہ طرز پر مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ :-

جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کیے جانے والے ہیں۔ اُن کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک کبھی نہ گزری تھی۔ بس یکایک راہ چلتے انہیں کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کہ وہ حیرت انگیز کام اُن سے لیا گیا۔ جو اُن کی سابق زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا۔ ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس کے بعد مودودی صاحب اپنے دلی روگ کا ثبوت دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

پھر بچہ ہی سے بڑھ کر شوہر کی زندگی، اس کے حالات اور اس کے خیالات کو کون جان سکتا ہے۔ اگر اُن کے تجربے میں پہلے سے یہ بات آئی ہوئی ہوتی کہ میاں نبوت کے امیدوار ہیں اور ہر وقت فرشتے کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تو ان کا جواب ہرگز وہ نہ ہوتا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دیا وہ کہتیں کہ میاں گھبراتے کیوں ہو جس چیز کی مدتوں سے تمنا تھی وہ مل گئی۔ چلو اب پیری کی دکان چکاؤ میں بھی نذرانے سنبھالنے کی تیاری کرتی ہوں۔

مودودی صاحب کی اخباری اور تفسیری عبارت کے اگر تمام کیڑے نکالے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔ لیکن ہم چند موٹی موٹی باتوں کی نشاندہی کرنے کے بعد مودودی صاحب کی علمی قابلیت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تبصرہ کرتے ہیں۔

مودودی صاحب کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں مفہوم ہیں

۱۔ نبوت ایک کبھی چیز ہے جس کیلئے نبوت کی تئار کھنے والا خود تیاری کرتا ہے۔

۲۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس تک اپنے نبی ہونے سے بے خبر تھے۔
 ۳۔ موسیٰ علیہ السلام کو بھی علم نہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔
 ۴۔ نبوت محض پیری کی دکان ہوتی ہے اور انبیاء کی ازواج پاک مخلوق کی طرف سے نذرانوں کی تمنا رکھنے والی ہوتی ہیں۔

کیا نبوت ایک کسی مقام ہے | اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ نبوت در رسالت محض فضل خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ

جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس میں کسی کے اپنے کسب کو ہرگز کوئی دخل نہیں۔
 آیت ۱۔ اللہ یصطفیٰ من الملائکہ ذلک رسولاً من الناس ۱۰
 ترجمہ :- اللہ تعالیٰ منصب رسالت کے لیے فرشتوں اور انسانوں سے خود چنتا ہے۔
 آیت ۲۔ اللہ یجتبیٰ الیہ من یشاء ۱۱
 ترجمہ :- اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُسے چنتا ہے۔

ثابت ہوا کہ نبوت اور رسالت کے لیے چناؤ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کسب کی مداخلت سے بالکل بالاتر ہے۔ نبوت اور رسالت کے لازمی اوصاف بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے۔

لوازمات نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق خود فرماتا ہے۔

آئینہ الحکمہ صبیحاً ۱۲ وَحَنَّا نَادَیْنَا وَذُکُوۡا ط ۱۳
 ترجمہ :- ہم نے اُسے بچپن ہی میں ”حکم“ سے نوازا، اور اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی۔ ۱۴

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ لوازمات نبوت بھی عطائی ہوتے ہیں نہ کہ کسی تو

۱۲ :- (سورۃ شوریٰ آیت ۱۳)
 ۱۳ :- (سورۃ مریم آیت ۱۳)
 ۱۴ :- (تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۱)

جب نبوت اور لوازمات نبوت سب عطائی ہی میں تو نبی اللہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پہلے سے تیار ہی کرتے اور چلے کاٹتے، مراقبہ کرتے سراسر حماقت ہے۔ مذہب حقہ اہلسنت وجماعت کی معتبر کتاب میں تحریر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اپنی رحمت کیلئے جسے چاہتا ہے، خاص کرتا ہے پس نبوت و نبی رحمت ہے اور اس کا تعلق معصوم اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔

اللَّهُ سُبْحَانَهُ يَخْتَرُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَالْنَّبِيُّ رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ فَتَعَلَّقَ مَشِيَّتَهُ

کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت سے بے خبر تھے؟ اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق

قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنِ اضْمُرِي بَنِيكِ فَإِيَّاهُنَّ وَاصْطُرِي خَدَّيْكِ وَاصْنِي صَوْلَاتٍ ۚ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ الْأُولَىٰ ۖ فَذَرْنَاهَا فِي مَخْرَجِهَا ۚ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ الْأُخْرَىٰ ۖ إِذْ يَأْتِيكُمُ الْمَلَكُ مِنْ فِيضِ الْجَنَّةِ ۖ قَالُوا هَذِهِ الْأُخْرَىٰ ۖ فَاصْنِي صَوْلَاتٍ ۚ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ الْأُخْرَىٰ ۖ إِذْ يَأْتِيكُمُ الْمَلَكُ مِنْ فِيضِ الْجَنَّةِ ۖ قَالُوا هَذِهِ الْأُخْرَىٰ ۖ فَاصْنِي صَوْلَاتٍ ۚ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ الْأُخْرَىٰ ۖ إِذْ يَأْتِيكُمُ الْمَلَكُ مِنْ فِيضِ الْجَنَّةِ ۖ قَالُوا هَذِهِ الْأُخْرَىٰ ۖ فَاصْنِي صَوْلَاتٍ ۚ

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی فرمائی کہ تجھ سے دودھ پلاتی رہ جب تجھے اس کے متعلق خوف محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور کوئی خوف و ملال نہ کرنا ہم اسے تیرے پاس واپس لانے والے اور اسے رسالت پر مقرر کرنے والے ہیں۔

آیت مبارک صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو علم تھا کہ میرا بچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت کیلئے چنا جا چکا ہے، جب نبی اللہ کے لواحقین اس کی نبوت سے بے خبر نہیں ہوتے تو یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ نبی اللہ بذات خود اپنے مقام سے بے علم ہو۔

سوال :- مودودی صاحب سے ہم یہ پوچھنے کے مجاز ہیں کہ حبیب موسیٰ علیہ السلام کے

گھر والے آپ کی رسالت سے باخبر تھے تو انہوں نے اعلان نبوت سے پہلے کون سی تیاری کرائی تھی؟ اور موسیٰ علیہ السلام نے پیری کی دکان چمکانے کا کونسا طریقہ اختیار فرمایا تھا؟ اور آپ کے گھر والوں نے نذرانے نبھانے کے لیے کونسا سٹور تیار کیا تھا؟
 مودودی صاحب تادمِ نزلیت اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی ولادت کی بشارت دی ساتھ ہی اُس کے نبی اللہ ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نبوت کا قبل از ولادت اعلان

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ
 يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ
 بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا لِّبِكَلِمَةٍ مِّنَ
 اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَمِيدًا وَنَبِيًّا
 مِّنَ الْمُتَالِحِينَ ۖ

فرشتوں نے آپ کو پکار کر کہا جب کہ آپ
 محراب میں مشغول نماز تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ
 کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے وہ اللہ کی طرف
 سے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اس میں
 بزرگی کی شان ہوگی۔ توت مضابطہ رکھنے والا
 اور نبی نیکو کاروں سے۔

معلوم ہوا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام اپنے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی ان کی نبوت سے باخبر تھے کہ پیدا ہونے والا میرا بیٹا اللہ کا نبی ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عالم شہر خوارگی میں اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہیں۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ قَدْ أُتِنِيَ الْكِتَابُ
 وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ

آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس
 نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبوت
 سے سرفراز فرمایا ہے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے

سیدنا یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ میرا بیٹا یوسف نبی اللہ ہے، اسی لیے خواب کی تعبیر میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَّبُّكَ ۖ
اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چنے گا۔

مودودی صاحب خود لکھتے ہیں: ”نبوت عطاء کریگا“ ۱

ثابت ہوا کہ نبی اللہ پیدا ہونے کی طور پر صفت نبوت سے مقصد ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ نبی ہو گا ہم رسول بنائیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ چنے گا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ بالفعل مامور ہو گا۔ اور اس معنی اور مفہوم سے مودودی صاحب کو بھی اتفاق ہے۔ لکھتے ہیں۔

”حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ مہینے بڑے تھے۔ ان کی والدہ اور حضرت عیسیٰ کی والدہ آپس میں قریبی رشتہ دار تھیں۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے“ ۲ مودودی صاحب کے الفاظ ”عملاً مامور ہوئے“ صاف بتاتے ہیں کہ نبی اللہ کو جب اظہار نبوت کی اجازت دی جاتی ہے، وہ نبی اللہ کا منصب نبوت پر عملاً مامور ہونا ہوتا ہے، برگزیدہ تو پیدا ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مودودی صاحب نے اگرچہ کتنا ہی زہر اگلا ہے، مگر حقیقت کا اقرار اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کروا ہی لیا ہے۔ مودودی صاحب اخبار کے مضمون کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

”تارکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا“

مودودی صاحب اتنا بھی فہم نہیں رکھتے کہ لفظ ”برگزیدہ“ کا معنی چنا ہوا ہے اور منتخب

۱۔ سورۃ یوسف آیت ۶۔ ۲۔ تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۳۸۵ حاشیہ ۵۔

۳۔ تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۱ حاشیہ ۱۲۔

کا معنی بھی جتنا سواہی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے ہی چُنے ہوئے نہ تھے۔ تو ”برگزیدہ بندے کو منتخب فرمایا“ یہ جملہ بالکل لغو ہے۔ جو کہ مودودی صاحب کی علمی قابلیت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ اگر آپ پہلے سے ہی برگزیدہ تھے تو برگزیدہ کو منتخب فرمانا گویا کہ چُنے ہوئے کو چُنا ہے۔ جو کہ تفصیل حاصل ہے۔ اور یہ اہل علم کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ یہ جملہ بھی درست ہو سکتا ہے کہ اس کا ترجمہ یوں کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو عملاً منصب نبوت پر مأمور فرمایا۔

کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے قبل اپنے منصب بے خبر تھے؟

نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نبوت سے بے خبر تھے۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ دو چار نہیں بلکہ بیسیوں احادیث صحیحہ کا انکار ہے ہم صرف چند احادیث شریفہ لکھتے ہیں۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

حدیث شریف

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَدَعِرَفَ حَجْرًا بِمَكَتَةٍ كَانَ لَيْسَ لَمْ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ أَنِّي لَا أَعْرِفُهُ الْوَدَّ بَلَّ	حضرت جابر بن سمرہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک پتھر کا علم ہے جو کہ میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اُسے پہچانتا ہوں۔
---	--

حجر و شجر کے سلام کے الفاظ ملاحظہ ہوں

حجر و شجر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے سلام پیش کرتے تھے۔ اس کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مسلم شریف جلد ۲۴۵۔ ترمذی شریف ص ۵۲۱

حدیث شریف ۲

علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پس ہم بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے۔ کوئی پتھر یا درخت سامنے نہیں آیا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا بَعْضَ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ -

حدیث شریف ۳

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر بندق درخت کے پھل کی مثل گوشت میں مہر نبوت تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْبُنْدُقَةِ مِنْ لَحْمٍ مَكْتُوبٍ فِيهَا بِاللَّحْمِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ -

کیا مودودی صاحب یا ان کے پرستگاروں میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ مہر نبوت کب سے تھی۔ اگر کوئی صاحب یہ ثابت کر دے کہ یہ مہر نبوت چالیس سال کے بعد ظاہر ہوئی تھی اور اس سے پہلے نہ تھی۔ اسے ایک حوالہ پر ایک قدر روپے بطور انعام دیا جائے گا۔

حدیث شریف ۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ صفت نبوت سے آپ کب بے نقص ہوئے آپ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتًى وَجِئْتُكَ لَكَ النَّبُوَّةُ قَالَ بَلَى

خَلَقَ آدَمَ وَ نَفَخَ الرُّوحَ فِيهِ ۖ لَهُ
نے فرمایا ابھی آدم کے جسم سے روح کا
تعلق نہ ہوا تھا۔ (میں اس وقت نبی تھا)۔

حدیث شریف ۵

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُنْتَ
نَبِيًّا قَالَ وَآدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کہتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیک وسلم آپ کب سے نبی ہیں فرمایا سالانہ
آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مودودی صاحب کا اخباری اور تفہیم القرآن کا مضمون بالکل مردود و باطل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ آدم کے جسم میں روح داخل ہونے سے پہلے میں نبی تھا۔

سیاسی لیڈر مودودی صاحب کا ترجمہ از روئے گرامر غلط ہے

لیڈر صاحب نے جس آیت مبارک پر اس مضمون کی بنیاد رکھی ہے وہ آیت اور اس کا مفہوم ملاحظہ فرمادیں۔

مَا كُنْتُ مَرْجُوًّا أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا ذَرْبًا مِنْ مَرَاتِكَ ۖ

سیاسی لیڈر صاحب اس آیت مبارک کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔
تو جملہ: ہم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی یہ تو محض تمہارے
رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے)۔

لیڈر صاحب کا یہ ترجمہ از روئے گرامر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ لفظ اَنَّا کو لفظ استثناء کہتے ہیں۔
اور اس کا عمل یہ ہوتا ہے کہ اپنے سے ماقبل کے حکم سے اپنے سے مابعد کو مستثنیٰ کرتا ہے یعنی خارج

۱۔: خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۵۰
۲۔: خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۵۰

۳۔: سورۃ قصص آیت ۷۵۔
۴۔: تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۲۔

کرتا ہے۔ آیت مذکورہ میں اللہ سے قبل یہ مضمون ہے کہ آپ کو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب اتاری جائے گی اور اللہ کے بعد ہے رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ۔ تو لفظ الا سمیت ترجمہ یہ ہوگا مگر از روئے تیرے پروردگار کی رحمت کے اب سلیس ترجمہ یہ ہوگا کہ آپ کو اُمید نہ تھی کہ آپ پر کتاب اتاری جائے گی مگر از روئے رحمت رب کے آپ اُمیدوار تھے کیوں کہ لفظ ماجاء پر داخل ہوا نہ کہ نزول کتاب پر اور اس آیت میں جو استثناء ہے اسے استثناء متصل مانا گیا۔ لہذا جب مستثنیٰ منہ رجاء ہے تو مستثنیٰ بھی رجاء ہی ہوگی۔

مودودی صاحب کا ایک شبہ اور اس کا جواب | مودودی صاحب کے مضمون سے

یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ میں نبی ہوں تو غار حرا میں فرشتہ آنے کے بعد آپ خوف زدہ ہو کر لرزتے کانپتے گھر کیوں آئے۔

جواب :- ہم کہتے ہیں کہ یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہیں سوچ سکتا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرشتے سے ڈر گئے تھے اور آپ کی حالت خراب ہو گئی تھی۔

مودودی صاحب قرآن کریم کی تفسیر تو لکھنے بیٹھ گئے مگر یہ نہ جان سکے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی آنے پر آپ کی حالت غیر معمولی کیوں ہو گئی تھی۔ جناب مودودی صاحب اس وقت کی سیاست کو تو خوب سمجھ سکتے ہونگے مگر قرآن مجید کی سمجھ سیاست سے کہیں بالاتر ہے۔ کیا اس سیاسی لیڈر صاحب نے یہ آیت قرآن مجید میں نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَوَاسْتَفْتَيْنَاهُمَا لَأَجَبْنَا عَلَىٰ جَبَلٍ مِّنْ سِنِينَ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ

معلوم ہوا کہ نزول قرآن کی ایسی جلالت و شان ہے کہ اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ، پہاڑ نہ رہتا بلکہ ریت بن جاتا۔ لہذا اگر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر لرزہ طاری ہو گیا تو یہ آپ کے سابقہ نبی ہونے کے منافی نہیں بلکہ یہ عین شان نبوت ہے۔

مودودی صاحب کی ایک تازہ گورہ نشانی

فرماتے ہیں یہ ہمارے عقیدے کے مطابق
اسلام کسی لیے دین کا نام نہیں ہے جسے

پہلی مرتبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانی اسلام کہنا صحیح ہو۔
مودودی صاحب کے نزدیک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہنا غلط ہے۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نزدیک بانی وہی ہوتا ہے جو کسی چیز کو پہلی مرتبہ کرے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ لفظ ”بانی“ کے مفہوم و معانی میں پہلی مرتبہ کی قید کس اصول کے مطابق لگائی گئی ہے۔ بانی کے معنی پہلی مرتبہ کرنے والا یا بنانے والا کسی بھی لغت میں نہیں ہے۔ یہ مودودی صاحب کی اپنی پیداوار ہے بانی کے معنی صرف بنا کرنے والا یا بنانے والا ہے۔ اس اُمت کے سامنے سب سے پہلے یا پہلی مرتبہ اسلام پیش کرنے والے محض محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لہذا اس اُمت کا آپ کو بانی اسلام کہنا بالکل درست اور مطابق واقعہ ہے۔ آپ کے بانی اسلام ہونے سے وہی انکار کر سکتا ہے جس کا اسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والا نہ ہو۔ نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اسلام کا نام و نشان نہ تھا۔ آپ ہی دین حق لے کر رونق افروز ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی پہلی مرتبہ اس اُمت کے سامنے اسلام پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ
وَدِينِ الْحَقِّ ۚ سَلَامٌ

اگر دین حق پہلے ہی موجود تھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دین دے کر بھیجنا چہ معنی وارد۔
آپ کا دین حق لے کر آنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دین دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر اسے اس کی بنیادوں پر قائم کیا اب قیامت تک دین اپنی بنیادوں پر قائم رہے گا۔
ایک سائل سوال کرتا ہے۔

يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ
 الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَ
 تَقِيَمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَ
 تَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ
 إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے اسلام کیا
 ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے
 کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے
 رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے
 رمضان کے روزے رکھے، اگر ہمت ہو تو حج
 کرے۔

موردی صاحب بتائیں کہ ہمارے آگے اسلام کا یہ ڈھانچہ سب سے پہلے کس نے پیش
 کیا جس ذات نے یہ ڈھانچہ پیش فرمایا ہمارے لیے وہی بانی اسلام ہے۔
 بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں۔

عَنْ ابْنِ عَصْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بَيَّنِّي الْإِسْلَامَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٌ أَنْ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
 رَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
 وَحُجَّكَهُ وَالْحَجَّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ
 ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ
 چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اللہ کی واحدیت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی نماز کو
 قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا ماہ رمضان
 کے روزے رکھنا۔

بَيَّنِّي الْإِسْلَامَ عَلَى خَمْسٍ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی یہ بنیادیں قائم کرنے والی
 ذات ہی بانی اسلام ہے، ان پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھنے والی ذات اگر بانی کہلانے کی مستحق
 نہیں تو پھر کون ہے؟

جناب موردی صاحب کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بانی اسلام ہونے سے انکار کرنا
 اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ موردی صاحب کا اسلام وہ اسلام نہیں جو آج سے چودہ سو سال
 پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کر رونق افروز ہوئے تھے، اس بات کو ہم پھر دہراتے ہیں کہ اس امت

کے سامنے سب سے پہلے اسلام پیش کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور اس وقت سے لیکر قیامت تک کے ایمانداروں کے نزدیک آپ ہی بانی اسلام ہیں۔
 آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایماندار کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متقیص شان سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کا خیر ہے۔

(آمین غم آمین)

نوٹ :- اس پمفلٹ کو پڑھنے کے بعد دوسرے دوستوں کو دے دیں تاکہ اس کا بخیر میں آپ کا بھی حقہ شامل ہو جائے۔



www.Ishaat-ul-Uloom.net

ضروری گذارش

قارئینِ کرام! آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ دورِ حاضر میں صحیح اور عام فہم دینی لٹریچر کی فراہمی کس قدر ضروری ہے۔ جبکہ اعتقادی و عملی برائیاں بنتے نہتے روپ اور پرکشش انداز میں بڑھتی جا رہی ہیں۔ ان حالات میں دیگر مذہبی و اصلاحی پروگراموں کی طرح اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے صحت مند لٹریچر کی اشاعت از حد ضروری ہے۔ ہر دردمند مسلمان اس دینی ضرورت کا احساس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطا کردہ دین کے ہمہ گیر غلبہ کا احساس رکھنے والے مسلمانوں سے پُر زور اپیل ہے کہ خدا را اپنے اس دینی احساس کو بے جا دنیا طلبی کی رو میں ضائع مت کیجئے۔ اور فری اسلامک لٹریچر کی اشاعت میں ادارہ کیساتھ جان و مال سے تعاون فرمائیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سبحانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے جانی و مالی تعاون کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے ایمان و عمل اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور دین و دنیا کے راستوں پر آنے والے جملہ آلام و مصائب کو صبر و استقامت کیساتھ برداشت کرنیکی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔